ڈاکٹر محمد یاسین کمبے
Research Scholar, Department of Urdu, University of Kashmir

'اخلاق جلالی' کا ایک تحقیقی جائزہ

ملخص

دنیا میں کسی بھی زبان کا اپنا کوئی مذہب نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی کسی زبان نے اب تک مذہب کو اور مذہب نے کسی زبان کو جنم دیا ہے۔ بلکہ یہ زبانیں اپنے فطری تقاضوں، پیداواری وسائل، تہذیبی ولسانی امتزاج اور جغرافیائی محل وقوع کے نتیجے میں وجود میں آتی ہیں۔اور وقتی تقاضوں کے ساتھ اس کے موضوعات بھی وجود میں آتے رہتے ہیں۔ جہاں تک فارسی زبان و ادبیات کے موضوعات کا سوال ہے تو ہم فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے چمنستان ادب کا ایک خوبصورت غنچہ 'علم اخلاق' ہے۔غرض علامہ محقق دوانی کی نادر تالیف ''اخلاق جلالی'' بھی اسی اخلاقی ادب کا ایک بین ثبوت ہے جس میں انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر تحقیقی دلائل کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔

کلیدی الفاظ: علم وادب، سیاحت، تمدن، اخلاق، اہمیت، ادبی وفرہنگی، تحقیقی معلومات، معرفت الٰہی، وجز آن

دنیا کے مختلف مہذب قوموں کی طرح ایرانی ادباء، علماء اور شعرا قدیم زمانے سے ہی علم اخلاق کے اشراف سے متصف رہے ہیں۔اور یہ اوصاف ایرانی تہذیب وتمدن، معاشرت اور علوم و فنون میں بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔جس کا اعتراف دنیا کے مختلف دانشوروں نے کیا ہے مثلاً سقراط کا شاگرد گزنفون نے کہا ہے کہ ''اگر دوسری قوموں کے طبیعی اخلاق کا ایرانیوں سے موازنہ کیا جائے تو اگر ان کے اخلاق سب سے بلند نہیں ہیں تو سب سے پست بھی نہیں ہیں''۔ ۱ فارسی زبان وادبیات کے ادیبوں نے اپنی ذہنی، فطری اور علمی صلاحیتوں سے قدیم زمانے سے ہی علم اخلاق کو تقویت بخشی ہے۔ خواہ وہ کلیلہ ودمنہ، کیمیائی سعادت، کشف المحجوب، تذکرۃ الاولیاء، اخلاق ناصری، گلستان سعدی ہوں

یا پھر اخلاق محسنی، انوار سہیلی اور اخلاق جلالی ہوں۔

فارسی نثر میں اگر چہ مختلف موضوعات پر کتابیں لکھی گئی جیسے فلسفہ، تاریخ، نجوم، ریاضی، طب، تصوف اور اخلاق وغیرہ لیکن تاریخ گواہ ہے جس قدر اس زبانِ شیرینی میں 'علم اخلاق' پر کتابیں لکھی گئی شاید ہی کسی اور موضوع پر اتنی تالیفات ہوئی ہے۔ مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ مختلف ادوار میں زبان فارسی میں علم اخلاق پر بے شمار کتابیں معرض وجود میں آتی رہی۔ اور اسی طرح عہد تیموریہ میں بھی موضوع مذکورہ پر چند اہم کتابیں لکھی گئی جیسے مولانا جامی کی 'بہارستان' کمال الدین حسین واعظ کاشفی کی 'اخلاق محسنی' اور محقق دوانی کی 'اخلاق جلالی' وغیرہ۔ غرض متذکرہ اخلاق کتب میں سے میرے اس تحقیقی مقالہ کا موضوع ''اخلاق جلالی کا ایک تحقیقی جائزہ'' ہے۔ اس کتاب کا مصنف جلال الدین محمد بن سعد الدین اسعد، معروف بہ محقق دوانی ہے۔ جو عہد تیموریہ کے مشہور علماء، حکماء، ادباء، قاضی اور محققین میں شمار کیے جاتے ہیں۔ آپ کے یاداشت ایام حیات مختصراً یوں ہے۔

علامہ محقق دوانی کی ولادت ۸۲۸ھ میں دوان کے قصبہ کازرون میں ہوئی۔[۲] بعض مورخین نے آپ کی تاریخ ولادت ۸۳۰ھ لکھا ہے۔[۳] کم عمری میں ہی علم و ادب کے فضل و کمال اور خداداد صلاحت سے سرفراز ہوئے۔ یہاں تک کہ تھوڑے ہی عرصے میں آپ کو ایک جید عالم، حکیم، قاضی اور محقق کی حیثیت سے شہرت نصیب ہوئی۔ بقول ڈاکٹر منظر امام ''عراق، روم، آذر بائیجان، کرمان، طبرستان، جرجان اور خراسان وغیرہ مقامات سے طلباء تحصیل علم و دانش کی غرض سے ان کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔''[۴] انہیں فارسی زبان کے ساتھ ساتھ عربی زبان پر بھی دسترس حاصل تھی۔ مطالعہ کافی وسیع تھا اور تصنیف و تالیفات میں نہایت دلچسپی رکھتے تھے۔ اس طرح وہ اپنی تحقیقی معلومات کو تحریری شکل دیتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کی تالیفات کی تعداد ۹۶ بتائی جاتی ہے۔ جن میں چھوٹے بڑے رسالے بھی شامل ہیں۔ فارسی زبان میں بارہ کتابیں اور باقی زبان عربی میں اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ فارسی زبان میں تالیفات یوں ہیں:

رسالہ لہلیلیہ، رسالہ در عرض لشکر، رسالہ عدالت، رسالہ در شرح غزل حافظ، رسالہ شرح بیتی از شیخ شبستری اور اخلاق جلالی وغیرہ۔ بالآخر اس ادبی محسن نے ۹۰۸ھ میں وفات پائی۔

اگر چہ علامہ محقق دوانی فارسی و عربی زبان میں بہت ساری کتابوں کے مؤلف ہے مگر

جس تصنیف نے انہیں ادبی جہاں میں شہرت دوام بخشا وہ ''اخلاق جلالی'' ہے۔اس کتاب کا اصلی نام ''لوامع الاشراق فی المکارم لاخلاق'' ہے۔اور مؤلف کے نام کی نسبت کی وجہ سے ''اخلاق جلالی'' کے نام سے مشہور ہوئی۔

علامہ محقق دوانی نے اس کتاب کی وجہ تالیف کے بارے میں لکھا ہے کہ سلطان حسن بیگ بہادر کے پاس ایک ضخیم کتاب تھی جو داناؤں، نیک اماموں، مشہور بادشاہوں کی باتوں سے عمدہ کلمات اور بہترین دانائی کی باتوں پر مشتمل تھی۔اور بادشاہ کے بزرگ اجداد نے اس کتاب کو قیمتی جواہر کے ساتھ اپنے خزانے میں محفوظ رکھا تھا۔مگر وہ متقدمین کی تالیف تھی اس لیے غیر معروف عبارات اور ضعیف اشعار پر مشتمل تھی جس کا رواج سلطان حسن بیگ کے زمانے میں نہیں تھا۔جیسا کہ مؤلف خود رقمطراز ہے:

> ''بادشاہ کا بلند حکم اس جملہ پر نافظ ہوا کہ یہ کم مایہ حقیر اس میں ترمیم کریں اور انجام تک پہنچائے۔لیکن جب اندیشہ کی نظر سے اس پر غور کیا گیا۔تو ایسا معلوم ہوا کہ ترتیب و تطبیق کے لحاظ سے کتاب کے اجزاء بہت پریشان اور منتشر ہیں۔اور مطلب کے لحاظ سے علم اخلاق و ملک داری کے ارکان کا پورے طور پر احاطہ کرنے سے قاصر ہے۔پس میری طبعیت کے معمار نے نقش میرے خیال کی تختی پر بنایا کہ اس کی تالیف اس طرح کی جائے کہ باوجودیکہ حکمت عملی کے اصول پر شامل ہو۔لیکن دلائل و اسناد میں بڑے بڑے حکمائے الٰہین کے فرامین، آئمہ دین، صوفیاء تابعین اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کلمات کے چراغ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی احادیث کے چراغدان اور آیات قرآنی کے آفتابوں کے نوروں سے بھی نور چنا جائے۔۔۔۔شاہی سلطنت کے رعب کے طفیل ایسی کتاب بن جائیگی کہ علمی حقیقتوں کے طلبگاروں کو بھی اور حکمت عملی کی سڑکوں کے چلنے والوں کو بھی اس سے پورا پورا فائدہ اور کافی حصّہ ملے گا۔''[6]

یہ کتاب تین ابواب پر مشتمل ہے اور ہر باب کو مؤلف نے لامع کا نام دیا ہے۔اور ہر لامع میں چند فصلیں زیر بحث لائے ہیں جن کو مؤلف نے لمعات کا نام دیا ہے۔اگر چہ اخلاق جلالی میں سماجی و ادبی زندگی کے بہت سارے انواع پر تذکرہ ملتا ہے لیکن زیر بحث مقالہ میں ہم اس نادر

تصنیف کی اخلاقی اہمیت کے بارے میں اپنی تحقیقی معلومات بہم پہنچانے کی کوشش کریں گے۔اور بعض دوسرے امورات کی طرف مختصراً اشارہ کرنے پر اکتفا کریں گے۔

لامع اوّل میں ''تہذیب وتزئین اخلاق'' پر روشنی ڈالی گئی ہے اوراس میں دس (۱۰) لمعے مختلف عنوانات کے تحت بحث میں آئے ہیں۔اس طرح سے پہلا لمعہ'اخلاق کی فضیلتوں کے بیان میں'پیش کیا گیا ہے۔فضائل اخلاق پر بحث کا آغاز کرتے ہوئے علامہ دوانی یوں رقمطراز ہے:

> ''درحصر مکارم اخلاق نمودہ میشود کہ درعلم نفس از مباحث حکمت طبیعی مفررشدہ کہ نفس ناطقۂ انسانی رادوقوتست۔ یکی قوت ادراک ودیگر قوت تحریک وہریک ازاین دوقوت رادوشعبہ است۔
>
> اما قوت ادراک را یک شعبہ عقل نظری است۔وآن مبداء تأثراست از مُبادی عالیہ بقبول صورعلمی ودیگر شعبۂ عملی کہ مبدٔ بعید تحریک بدن است دوافعال جزویہ بفکر و رویت و این شعبہ از حیثیت تعلق بقوت غضب وشہوت مبدء حدوث کیفیتی چندشود کہ سبب فعلی یاانفعالی باشد۔۔۔اما قوت تحریک رادوشعبہ است یکی قوت غضبی وآن مُبدء دفع امرغیرملائم است بروجہ غلبہ۔ودیگری قوت شہوی وآن مبدء جلب ملائم است۔۔۔''[۷]

غرض اس لمعہ میں اخلاق کی بنیادی تعلیمات کو اسلامی طناظر میں اصول وضوابط اور مختلف طریقوں، مراقبوں کے پس منظر میں بیان فرمایا ہے۔اس کے علاوہ دیگر لمعات جیسے تعریف فضائل، اقسام فضائل،فضائل سے مشابہت رکھنے والے اوصاف،اجناس رذائل، شراقت عدالت، اقسام عدالت،حصول فضائل،محافظتِ صحتِ انسانی اورامراضِ نفسانی کے بیان میں قرآن وحدیث اور اولیاء کرام،علماء دین وصوفیائے کرام کی اقوال زرین سے حسب ضرورت اپنی بحث بہم پہنچائی ہے۔مثال کے طور پر لمعہ نہم'محافظت صحت انسانی'پر وضاحت کرتے ہوئے چند احادیث پیغمبر آخر زماں ﷺ کو دنیا پرستی سے اجتناب اور خداوندکریم کا تقرب حاصل کرنے کے بیان میں اس طرح پیش کیے ہیں:

ترجمہ:''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآل وسلم کے ہدایت کے انجام والے کلام میں بار بار دنیا کے زوائد سے پرہیز اوراس کے اساب میں جوفریب کا سامان ہے بے رغبتی کا حکم ہیں۔ان میں سے

ایک حدیث شریف یہ ہے کہ آپ نے فرمایا'' دنیا میں بے رغبتی سے تجھے اللہ دوست رکھے گا اور اس چیز میں جو لوگوں کے پاس ہے بے رغبتی کر لوگ تجھے دوست رکھیں گے اور دوسری حدیث میں ہے '' دنیا میں ایسے رہو جیسے کوئی مسافر یا راہرو۔ اپنے آپ کو اصحاب قبور میں سے شمار کرا اور ارسطا طالیس نے کہا ہے جو شخص اتنی روزی پر جو زندگی بسر کرنے کے لیے کافی ہو، قادر ہو، اس سے نہیں چاہیے کہ اس سے زیادہ طلب کرے کیونکہ اس کی کوئی انتہا نہیں۔ اور اس کے طلب کو بہت مکر ہات کا سامنا ہوتا ہے اور کہا ہے کہ دنیا کے اساب کی غرض، بیماریوں کا دفع کرنا ہے جیسے بھوک، پیاس اور بدن کی آفتوں میں مبتلا ہونے سے بچنا ہے، نہ کہ لذت حاصل کرنا، بلکہ اصل لذت صحت ہے''۔

متذکرہ عبارت سے اس بات کی تائید مؤلف نے احادیث شریف کی روشنی میں کی ہے کہ انسان کو قناعت پسند ہونا چاہیے، دنیاوی مال واسباب سے محبت نہیں اور دوسری اہم بات جو علامہ دوانی نے اس میں فرمائی وہ یہ کہ دیناوی چیزوں کی لالچ اور جاہ و مرتبے کی خواہش سے پاک رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ تجھے ایک تو خداوند کریم راضی ہوگا اور دوسرا یہ کہ دنیاوی لوگ بھی تجھے عزت کی نگاہوں سے دیکھیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ جسمانی صحت کی طرف یہ نکتہ حکیم زمان ارسطا طالیس کی وضاحت پیش کی ہے کہ انسان امراض کی بہترین دوا قناعت پسندی ہے۔

اسی طرح لمعہ دہم'' امراض نفسانی کے بیان میں'' مختلف زاویے سے نفس کی پاکیزگی اور باطن کو اچھائیوں اور اعلیٰ اقدار سے سنوارنے پر بحث ملتی ہے، جیسے صحت کی حفاظت ہمیشہ مزاج کے موافق غذا و اشیاء کے استعمال پر زور دیا ہے۔ اس لمعہ میں آگے علم و عمل پر یوں روشنی ڈالی ہے کہ پروردگار عالم نے قرآن مجید میں حضرت رسول رحمت ﷺ کو علم کی افزائی کی دُعا کا حکم فرمایا ہے:

> '' اے محمد ﷺ کہو کہ اے میرے رب میرا علم زیادہ کر، اور جب حضرت عاشیہ صدیقہ رضاللہ عنہا نے رسول اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ'' انسان کس چیز سے بزرگ ہو جاتا ہے'' آپ ﷺ نے فرمایا'' عقل سے'' اور حضرت رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰ علیہ اسلام کو فرمایا کہ'' اے علیؑ جب قریب ہوں لوگ اپنے خالق کے طرح طرح کی نیکیوں سے پس تو اپنی عقل سے قریب ہو۔ تو قربت اور درجوں میں ان سے بڑھ جائیگا'' اور حدیث شریف میں ہے کہ'' آدمی عالم ہیں یا علم

سیکھنے والے ہیں اور باقی مکھیاں ہیں'' اصحابہ کرام میں سے ایک شخص نے حضرت رسول اکرام ﷺ سے سوال کیا کہ کون سا عمل زیادہ بزرگ ہے آپ ﷺ نے فرمایا ''علم کا'' دوسری دفعہ بھی اس نے یہی سوال کیا اور تین دفعہ دہرایا۔ آپ ﷺ نے یہی جواب دیا۔ پھر اس شخص نے کہا میں عمل کے متعلق سوال کرتا ہو نہ علم کے متعلق۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ علم کے ساتھ تھوڑا عمل کرنا جہالت کے ساتھ زیادہ عمل کرنے سے بہتر ہے''۔۹

دوسرے لامع میں ''تدبیر منزل یعنی علم خانہ داری'' کے تحت چھے (۶) لمعے بیان کیے گئے ہیں جیسے احتیاط منزل، نگہداشت خوراک اور مال، سیاست۔ اہل خانہ، نگہدارشت اولاد، حقوق والدین اور سیاست خدام کے بیان میں۔ اس کتاب کے دوسرے لامع کا آغاز خانہ داری کے اسباب کی ضرورت سے کی ہے جس سے ہمیں غذا خوری اور اسکے وسائل کے باری میں معلومات حاصل ہوتی ہے۔ اور اس میں مولف نے اس بات پر زور دیا ہے کہ انسانی غذا دوسرے حیوانات کی غذا سے مختلف ہے اور کہا ہے کہ خانہ داری کی اسباب کے لیے مکان کا ہونا انسان کے لیے لازمی ہے۔ تا کہ وہ ہر وقت اپنی زندگی کے ضرورات جیسے خوراک و دیگر اشیاء کو محفوظ رکھ سکے جس کی ضرورت ہر روز جینے کے لیے پڑھتی ہے۔

اسی طرح لمعہ دوّم ''نگہداشت خوراک اور مال کے بیان میں'' ایک جگہ پے یہ حدیث نقل کی ہے کہ '' رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا۔ اضطراب میں آ گئی اور قرار نہیں پکڑتی تھی۔ پس پہاڑوں کو پیدا کیا۔ اور زمین کو اس سے قرار دیا۔ اور فرشتوں نے اس بات پر تعجب کیا۔ اور سوال کیا کہ اے خدا تعالیٰ کوئی مخلوق پہاڑ سے بھی سخت ہوگی؟ فرمایا ہاں آگ۔ پھر فرشتوں نے پوچھا، کہ آگ سے بھی کوئی سخت ہے؟ فرمایا کہ ہاں پانی۔ پھر پوچھا کہ پانی سے بھی زیادہ سخت کوئی ہے؟ فرمایا ہاں ہوا۔ فرشتوں نے کہا ہوا سے بھی زیادہ کوئی سخت چیز ہے؟ فرمایا ہاں پوشیدہ صدقہ جو آدمی اس طرح کرے کہ دائیں ہاتھ سے دے اور بائیں کو خبر نہ ہو۔ کیونکہ اس کی تاثیر تمام اشیاء سے زیادہ ہے۔''۱۰

غرض اس لمعہ میں بھی انسانی اخلاق کی تطہیر قرآن اور احدیث کی روشنی میں ملتی ہے۔ اس کے علاوہ اگے اس میں میاں بیوی کے آداب، دوسرے اقرباء کے ساتھ حسن سلوک وغیرہ جیسے

عنوانات پر حکمت کے بہترین آئینے میں علمیت حاصل ہو جاتی ہے۔[9]

لمعہ پنجم میں 'حقوق والدین' پر روشنی ڈالی ہے۔ چونکہ آج کل کے اس بیانک دور میں جس میں مغربیت کا غلبہ سماج کے اکثریت پر غالب نظر آرہا ہے اور حقوق والدین کو نظر انداز کیا جاتا ہے اس لیے اس لمعہ سے چند نکات کا ذکر کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے اس ضمن میں مصنّف نے لکھا ہے کہ اللہ کی طرف سے جو بزرگ ترین نعمات انسان کو عطا کی گئی ہے ان میں سے والدین جیسی کوئی نعمت نہیں ہے۔ چونکہ ماں باپ ہی ہمارے ظاہری وجود کا سبب ہے۔ انتہائی مشکلات کے باوجود اپنے بچوں کی بھلائی کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ ماں باپ کی عظمت واحترام کے حوالے سے صاحب کتاب نے قرآنی آیات نقل فرمائی ہے جس میں خداوند کریم کی عبادت کے بعد والدین کی خدمت کا ذکر آیا ہے کہ" وَقَضَىٰ رَبُّكَ اِلّا تَعبُدُ و اِلّا اِيّاهُ و بِالوالِدَينِ اِحسَانا"[11]

لمعہ ششم 'نوکروں کی سیاست کے بیان میں' ہے۔ اس میں نوکروں کے ساتھ حُسن اخلاق سے پیش آنے کی تاکید کی ہے۔

تیسرا لامع "تدبیر مدن اور رسوم بادشاہی"، یعنی علم ملک داری کے بیان میں ہے۔ اس میں سات لمعے مختلف عنوانات کے تحت بیان فرمائے ہیں۔ جیسے احتیاج و فضائل تمدن، فضائل محبت، اقسام مدنیت، سیاست ملک و آداب شاہی، آداب و رسوم مقربین، فضائل تمدن، فضائل دوستی اور لطائف مدنیت اور عوامی تعلقات کے بیان میں ہے۔

اس باب کا آغاز تمدن کی ضرورت وحکمت کے فضائل سے کی ہے اور اس میں بھی علامہ دوانی نے علم و دانش کو تمدن کے دائرے میں قرآن و آحدیث اور اہل علم وعلماء کرام کے زرین اقوال سے اپنی بحث آگے بڑھائی ہے۔ اور مؤلف کی نظر میں وہی لوگ سب سے زیادہ خوش قسمت ہیں جو دنیاوی امور کو حکمت کے ساتھ انجام دیں۔ اور اپنی زندگی کو اجتماعی طور پر ایسے انجام دیں کہ جسے اللہ تعالیٰ اسے راضی رہیں۔ مثلاً حکماء نے انسان کو اجتماع کا محتاج قرار دیا ہے۔ پس انسان کو چاہے کہ اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے دوسروں کے حقوق پامال نہ کریں۔ یعنی ایک انسان کو دوسرے انسان کے اس چیز پر جو اس کا حق ہے اپنا ہاتھ زبردستی نہ بڑھانا چاہیے۔ بلکہ ہر ایک کو اپنے حقوق پر راضی کر دیں اسی سوچ کو تمدن میں 'سیاست عظمیٰ' کہتے ہیں۔

لمعہ دوم میں محبت کی فضیلت یعنی باہمی بھائی چارہ مثلاً انفرادی مزاج کے بجائے عام لوگوں کی مصلحت کے ساتھ حقیقت پسند ہوں۔اس کے ضمن میں مصنف نے کہا ہے کہ پرانی حکماء کا قول ہے کہ ''دنیا کا انتظام محبت سے ہے۔کوئی چیز محبت سے خالی نہیں ہو سکتی'۔'محبت کے حوالے سے دوران بحث استاد کی عظمت کا اعتراف حدیث کی روشنی میں یوں بیان فرمایا ہے:

ترجمہ''رسول اکرم ﷺ کی حدیث جہاں آپ ﷺ نے فرمایا ہے۔''خدا تعالیٰ نے ہرگز کسی جاہل کو ولی نہیں بنایا' اس کی تکذیب کرنی ہے اور یہ محبت کا مرتبہ چاہے کہ تمام مراتب سے بلند تر ہو۔ کیونکہ اس مرتبہ میں کسی اور کو شریک کرنا محض شرک ہے اور محبت کا دوسرا مرتبہ والدین کی محبت ہے۔جو اس کے وجود کے لیے ظاہری سبب ہیں اور یہ محبت اس محبت کے دوسرے درجہ پر ہے اور کسی محبت کا یہ رتبہ نہیں مگر شاگرد کی محبت استاد سے چاہیے کہ اس محبت سے زیادہ مضبوط ہو، کیونکہ اگر باپ اس کے وجود جسمانی تربیت کا باعث ہے تو استاد اس کے کمال اور روحانی تربیت کا سبب ہے اور انسانیت کی صورت کو فیض پہنچانے والا وہی ہے۔درحقیقت استاد روحانی باپ ہیں۔پس جتنی کہ روح کو جسم پر بزرگی ہے اتنی استاد کو باپ پر بزرگی ہے پس اس کی محبت مرتبہ میں خداوند تعالیٰ کی محبت کے بعد ہے اور والدین کی محبت کے اوپر ہے۔۔۔حدیث شریف میں ہے کہ''تیرے تین باپ ہیں جس نے تجھے کچھ سکھایا اور جس نے تجھے بیوی دی (یعنی نکاح میں بیٹی) اور بہترین باپ وہ ہے جس نے تجھے علم سکھایا اور حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ''جس نے مجھے ایک حرف سکھایا تحقیق اس نے مجھے اپنا غلام بنالیا''۱۲؎

مذکورہ عبارات سے واضح ہو جاتا ہے کہ حسنِ اخلاق و محبت انسان زندگی کا خلاصہ ہے، پس ہمیں چاہیے کہ اپنے خدا اور رسول ﷺ و آل رسول ﷺ، صحابہ کرام، علماء دین اساتذہ کرام کے ساتھ ساتھ اللہ کے فرمودات کو جو قرآن مجید و احادیث کی روشنی میں اور آل رسول ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں ہمارے پاس پہنچے ہیں دوست رکھیں۔اس طرح سے ہمیں معرفت الٰہی حاصل ہوگی اور اخلاق تزئین بھی ہوگا۔صاحب کتاب نے اس لمعہ میں ایک اہم علمی و ادبی معلومات بیان فرمائی ہے۔

سید علی ہجویری نے یہ روایت نقل فرمائی ہیں کہ امام جعفر بن محمد صدق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ''من عرف اللہُ اعرض عما صواہٗ' جسے اللہ کی معرفت حاصل ہوگی وہ ماسوا اللہ سے کنارہ کش ہو گیا۔اس لیے کہ جو شخص خدا سے واصل ہو جاتا ہے اس کے دل میں کسی غیر کی کوئی قدر و منزلت نہیں رہتی۔۱۳؎

امام غزالیؒ فرماتے ہیں ''محبت تمام مقامات کی انتہائی غایت ہے'' ۱۴؎

اسی طرح شاہ عبدالحق محدّث دہلوی فرماتے ہیں ''محبت حیات قلوب وغذائے ارواحِ اہل ایمان است''یعنی محبت ایمان والوں کی روحوں کی غذااور دلوں کی زندگی ہے'' قرآن میں ہے ''یحِبُھّمُ و یُحِبُوّ نَہ''اللہ مومن بندوں سے محبت رکھتاہےاوروہ اس سے محبت رکھتے ہیں'' ۱۵؎

مختصر طور پر دیگر لمعات میں علامہ محقق دوانی نے تمدن کے اقسام، سیاست ملک وآداب شاہی، آداب ورسوم مقربین، دوستی کی فضیلت اور تمدن کے لطائف کے ساتھ ساتھ عوامی تعلقات پر اپنی تحقیقی بحث کی ہے۔ جو انسانی زندگی کے لیے نہایت اہم علمی معلومات مثلاً لمعہ ہفتم میں عام لوگوں سے رہنے سہنے کے آداب کو اسلامی طور طریقے سے حکمت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ حدیث کی روشنی میں لکھتے ہیں کہ'' متکبروں کے ساتھ تکبر کرنا صدقہ ہے'' اور اس کی وضاحت میں یہ دلیل پیش کی ہے کہ اگر متکبر لوگوں کے ساتھ تکبر کریں تو ممکن ہے کہ وہ تکبر سے باز آئیں۔ آگے لکھتے ہیں کہ غریب لوگ اگر طالب علم ہوں تو ان کے ساتھ فرزندوں کی طرح پیش آجائیں اور انکی اپنی طاقت کے مطابق مدد کریں وغیرہ۔

ادبی وفرہنگی اہمیت:

مذکورہ بالا تینوں لامع میں ذیلی عنوانات کے تحت ۲۳ لمعے محقق دوانی نے مذکورہ کتاب میں قرآن واحدیث اور ارشاداتِ آل رسول ﷺ واصحابہ کرام، علماء دین، صوفیاء کرام اور یونانی حکماء کے زرین اقوال کے ساتھ حسب ضرورت بیان کیے ہیں۔ اس کے علاوہ کتاب کے آغاز میں ابواب سے پہلے ایک مقدمہ پیش کیا ہے۔ اس کے بعد جیسا کہ قبلاً اشارہ دیا جا چکا ہے تین لامع کا تزکرہ آیا ہے۔ جن میں سے چند عنوانات کا راقم نے ضمناً ثبوت کے طور پر تذکرہ کیا ہے اس طرح سے یہ کتاب ادبی وفرہنگی اعتبار سے بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ چونکہ کتاب کے مطالعے سے انسان میں فکر واظہار اور انسانی زندگی کے مختلف شعبوں اور متعدد پہلوؤں پر پُر اثر جانکاری ملتی ہے اس کے علاوہ معاشی، ادبی، علمی اور روحانی زندگی گزارنے میں بھی رہنمائی ملتی ہے۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ یہ بات بھی آئینہ ہو جاتی ہے کہ انفرادی اور اجتماعی طور پر انسانی زندگی میں عام طور سے جن علوم وآداب کی آگاہی انسان کو لازمی ہے کی جانکاری حاصل ہو جاتی ہے۔ اگر ان مسائل پر جو اس کتاب کی وضاحت میں آئے ہیں گہرائی سے پڑا جائے تو

اپنے اندرخوبیوں اورخامیوں کا بھی اصلاح ہوسکتی ہے۔

دنیا اتنی کثیر الابعاد اور انسانی زندگی کے اتنے قیامت خیز جلوؤں سے معمور ہے کہ بہ یک نظر اس کا مطالعہ کرنا نہ صرف مشکل ہے بلکہ قدرے دشوار بھی۔مگر مطالعہ کتب ھٰذا اسے پتہ چلتا ہے کہ محقق دوانی نے جو تحقیقی معلومات اس میں پیش کی ہے اسے قاری کے فہم وادراک میں وسعت پیدا ہوسکتی ہے۔کیونکہ اس ضمن میں مؤلف نے علم اخلاق کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔علم اخلاق سے متعلق شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی ارشاد فرماتے ہیں کہ''وہ لوگ خوش نصیب ہیں جن کو علم اخلاق ملے ہیں''۔۱۶؎

جہاں تک علم اخلاق کے بنیادی اصولوں کے سلسلے میں علامہ محقق دوانی کے خیالات کا تعلق ہے تو آپ نے اس ضخیم کتاب میں انسانی زندگی کو مسائل پر غور وفکر،معرفت محبت الٰہی اور حُسن اخلاق پر زیادہ زور دیا ہے۔یہ کام ان کے زبردست فہم وادراک،محنت شاقہ،محققانہ خلوص ودیانت،معروضیت، دلائل وبراہین کے استدال،بہت گہرے مطالعے اور زبان وبیان کے پورے زور وجوش،نیز استادانہ اسلوب کا مُنہ بولتا ثبوت دیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ مختلف محققین ومؤرخین نے موصوف کی اس تحقیقی کام کے بارے میں توصیفی جملے کہے ہیں مثلاً ڈاکٹر ظہورالدین احمد لکھتے ہیں''اخلاق جلالی کے بعد اب تک مشرقی انداز پر فلسفہ اخلاق کی کوئی کتاب اس جامعیت سے نہیں لکھی گئی۔ارسطو نے فضایل ورذایل کی بنیاد نظریہ افراط وتفریط پر رکھی تھی۔دوانی نے قانونی نتائج کو بھی پیش کیا ہے۔''۱۷؎

مورخین'فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ' رقمطراز ہیں''اخلاق جلالی فارسی میں اپنے موضوع پر ایک اہم تصنیف ہے۔'' ۱۸؎

اس کتاب کی ایک اور ادبی وعلمی اہمیت اس بات سے ہے کہ مؤلف نے بعض انسانی زندگی کے پہلوؤں کی وضاحت میں سنائؔی،عطاؔر،حافؔظ وغیرہ جیسے بزرگ عارف فارسی شعرا کے کلام سے بھی زینت بخشی ہے۔قابل ذکر اہم بات یہ بھی ہے کہ انھوں نے قرآن واحدیث کے حوالے بکثرت دیئے ہیں اور اپنی صلاحیت کو بروئے کار لانے میں زیادہ تر شریعت اسلامی کے دائرے میں اخلاقی نظریات کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ مشہور یونانی فلسفی وحکماء کے نظریات واثرات بھی اس کتاب میں دیکھنے کو ملتے ہیں۔اسلوب وبیان کے لحاظ سے یہ کتاب فارسی

زبان کے ساتھ عربی زبان سے بھی متاثر نظر آتی ہے۔ جیسا کہ اس کتاب کے اصل نام سے ہی پتہ چلتا ہے۔ نیز فلسفی بحث ہونے کی سبب بعض جگہوں پر مشکل اور نامانوس الفاظ بھی آگئے ہیں۔

نتیجہ: مجموعی طور پر ہم کہ سکتے ہیں کہ فارسی زبان وادبیات کے دوسرے بڑے شاہکاروں کی طرح جن میں مربوط سماجی واخلاقی اورادبی نظام کو پیش کیا گیا ہے ''اخلاق جلالی'' بھی ان میں سے ایک عظیم شاہکار ہے۔ اگر چہ اپنے عہد میں لکھے جانے والے بعض اخلاقی کتابوں جیسے '' گلستان سعدیؒ، اخلاق ناصری'' وغیرہ کے معیار کو نہیں پہنچ سکی۔ تاہم مذکورہ کتاب کے مطالعے سے علم وادب اور ذہن کی ایک قابل قدر تطہیر ہو سکتی ہے۔ اور یہی علمی وادبی تطہیر انسان کی عظمت کا سبب بنتا ہے۔ تزئین اخلاق ہی انسان کو حق وصداقت کا پتہ دیتا ہے نہیں تو بے شمار علم ہونے کے باوجود خدانخواستہ بداخلاقی انسان کو ہلاکت سے ملادیتی ہے۔ یہ ضخیم کتاب اپنی جامعیت کی وجہ سے نہ صرف اپنے ملک کے دانشوروں کی زیر مطالعہ رہی، بلکہ بیرون ملک کے اکثر محققین نے بھی اس سے استفادہ حاصل کیا ہے اور مختلف زبانوں میں بھی ترجمہ ہو چکی ہے، خاص کر ہماری وادی کشمیر کے ایک عظیم قلم کار، محقق، ادیب، شاعر، عالم پروفیسر خواجہ محمد طیب شاہ صدیقی ضیغم نے اسے انگریزی زبان کا جامہ پہنایا ہے۔ جسے اس کی اہمیت وافادیت کا پتہ چلتا ہے۔

نتیجہ کے طور پر ہم کہ سکتے ہیں کہ علامہ محقق دوانی نے ''اخلاق جلالی'' کو تالیف کر کے فارسی زبان کے اخلاقی معیار کو بلند کیا ہے۔ اور اس کے مطالعے سے نہ صرف مادی دنیا میں کام آنے والی معلومات حاصل ہو جاتی ہے بلکہ آخرت کو سنوارنے کی نہایت مفید رہنمائی بھی ملتی ہے غرض اس کتاب کی ادبی واخلاقی اہمیت فارسی زبان ادبیات میں گلستان سعدی، بہارستان جامی اور اخلاق ناصری وغیرہ کی طرح ہمیشہ رہے گی۔

☆☆☆

حواشی:۔

۱۔''اسلام وایران کے تقابلی خدمات'' جلد اوّل، تالیف آیت اللہ شہید مرتضیٰ مطہری، مترجم مولانا شیخ ممتاز علی، سال اشاعت ۲۰۱۱ء، ناشر رایزنی فرہنگی سفارت جمہور اسلامی ایران، نئی دلی، ص۔۲۷۲

۲۔''چکیدہ، تاریخ ادبیات ایران'' حصہ نثر، جلد دوم از ڈاکٹر منظر امام، باراول ۲۰۰۰ء، بھارت آفسٹ پرنٹرس، دہلی، ص۔ ۱۱۰

۳۔''فارسی ادب کے ارتقا کی مختصر تاریخ'' پروفیسر ذبیح اللہ صفا، مترجم عندلیب زہرا کامپوری، سال ۱۹۷۵ء، مطبوعہ نظامی پریس، لکھنؤ، ص۔۷۵

۴۔''چکیدہ، تاریخ ادبیات ایران'' حصہ نثر، جلد دوم از ڈاکٹر منظر امام، باراول ۲۰۰۰ء، طباعت بھارت آفسٹ پرنٹرس، دہلی، ص۔ ۱۱۱

۵۔تاریخ ادبیات ایران از ڈاکٹر رضا زادہ شفق مترجمہ سید مُبارز الدین رفت مطبع لاڈس پبلیشنگ ہاوس آف لاڈس بک سنٹر سرینگر کشمیر۔ سال ۱۴۲۴ھ، ص۔۴۴۵

۶۔''اخلاق جلالی'' اردو ترجمہ از اقبال احمد سال ۱۹۴۷ء، ناشر دین محمدی پریس لاہور، ص۔۴۱

7. online web site https://archive>details>in.ernet.dli.Pg no 23

۸۔''اخلاق جلالی'' اردو ترجمہ از اقبال احمد سال ۱۹۴۷ء، ناشر دین محمدی پریس لاہور، ص۔۹۱

۹۔''اخلاق جلالی'' اردو ترجمہ از اقبال احمد سال ۱۹۴۷ء، ناشر دین محمدی پریس لاہور، ص۔۹۹۔۱۰۰

۱۰۔''اخلاق جلالی'' اردو ترجمہ از اقبال احمد سال ۱۹۴۷ء، ناشر دین محمدی پریس لاہور، ص۔۱۳۶

۱۱۔''اخلاق جلالی'' اردو ترجمہ از اقبال احمد سال ۱۹۴۷ء، ناشر دین محمدی پریس لاہور، ص۔۱۵۳

۱۲۔''اخلاق جلالی'' اردو ترجمہ از اقبال احمد سال ۱۹۴۷ء، ناشر دین محمدی پریس لاہور، ص۔۱۷۶

۱۳۔''کشف المحجوب'' از حضرت داتا گنج بخش شیخ علی ہجویری، مترجم مفتی غلام معین الدین یغمیؒ، سال ۱۹۷۰ء، مطبع نسیم بکڈ یپو اردو بازار، دلی، ص۔۱۲۷

۱۴۔''غالب اور تصّوف'' سیّد محمد مصطفیٰ صابری، سال اشاعت ۱۹۷۷ء، طباعت نیشنل آرٹ پریس۔ الہ آباد، ص۔۹۵

۱۵۔''غالب اور تصّوف'' سیّد محمد مصطفیٰ صابری، سال اشاعت ۱۹۷۷ء، طباعت نیشنل آرٹ پریس۔ الہ آباد، ص۔۹۵

۱۶۔''غالب اور تصّوف'' سیّد محمد مصطفیٰ صابری، سال اشاعت ۱۹۷۷ء، طباعت نیشنل آرٹ پریس۔ الہ آباد، ص۔۹۵

۱۷۔''ایرانی ادب'' از ڈاکٹر ظہور الدین احمد، سال اشاعت ۱۳۷۵ھ، ناشر مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ص۔۲۰۱

۱۸۔''فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ'' از ڈاکٹر محمد ریاض۔ ڈاکٹر صدیق شبلی، اشاعت ۲۰۰۲ء، مطبع کاک آفسٹ پرنٹرس، دہلی، ص ۱۰۱

☆☆☆